Fikr-o-Nasar vol. 1:10 (1964)

انتخاب

ذبیحۂ اہلِ مغرب

[ہندوستان کے جلیل القدر عالمِ دین مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی آج کل میکگل یونیورسٹی میں علومِ اسلامیہ پر درس دے رہے ہیں۔ وہاں کے دورانِ قیام کے تجربات و تاثرات کو مولانا موصوف اپنے موقر رسالہ "برہان" (دہلی) میں بالاقساط شائع فرما رہے ہیں۔ اس دلچسپ اور بصیرت افروز سفرنامہ کا ایک اقتباس نذرِ قارئین ہے۔]

امریکہ اور کناڈا میں دو قسم کا گوشت ملتا ہے، ایک تو وہی عام گوشت جسے (MEAT) کہتے ہیں یہ عیسائیوں کا "ذبیحہ" ہوتا ہے اور اس کے مقابل جو یہودیوں کا ذبیحہ ہوتا ہے وہ کوشر کہلاتا ہے، یہودی اس باب میں بڑے کٹر اور جامد ہوتے ہیں، اپنے ذبیحہ کے علاوہ کسی اور ذبیحہ کو جائز نہیں سمجھتے، لیکن جہاں تک طریقۂ ذبح کا تعلق ہے جو مسلمانوں کے عام رواج کے برخلاف ایک مکنیکل طریقہ ہے وہ ہر جگہ یکساں ہے اور اس لحاظ سے عیسائیوں کے ذبیحہ اور یہودیوں کے ذبیحہ میں کوئی فرق نہیں، البتہ فرق صرف اس قدر ہے کہ مذبح میں جب یہودیوں کے جانور ذبح ہو جاتے ہیں تو ان کا ایک مذہبی شخص آ کر ان جانوروں پر کچھ پڑھ دیتا ہے، ان ملکوں میں بڑے بڑے متقی مسلمانوں کو میں نے دیکھا ہے کہ کوشر بڑی بے تکلفی

سے کھاتے ہیں، مگر عیسائیوں کے ذبیحہ کو چھوتے تک نہیں، میری رائے میں اس تفریق کے کوئی معنی نہیں ہیں؟ کیونکہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں ذبح کا جو طریقہ مروج ہے وہ اسلامی شریعت میں معتبر ہے اس لئے کہ جو حضرات عیسائیوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے وہ بھی گوشت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، حالانکہ جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا۔ اس خاص اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اسلام میں کسی گوشت کے حلال ہونے کا دار و مدار چار چیزوں پر ہے۔

(۱) گوشت کسی حلال جانور کا ہو (۲) ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو۔ (۳) ذبح کا طریقہ عند الشرع معتبر ہو (۴) ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ مسئلہ زیر بحث میں پہلی اور دوسری شرط کے وجود میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہو سکتا، رہی تیسری شرط تو چونکہ اس کو بھی جمہور امت نے تسلیم کر لیا ہے[1]۔ اس لئے اس کے وجود میں بھی کوئی شبہ نہیں رہا، اب لے دیکے بحث اس پر مرکوز ہو جاتی ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارہ میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ تسمیہ عند الذبح ضروری ہے، اور ان کا استدلال سورۂ انعام کی اس آیت سے ہے۔

وَلَا تَاكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ط اور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے تو اس میں سے کچھ بھی نہ کھاؤ۔

لیکن اس کے برخلاف امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ تسمیہ ذبح کے وقت مستحب ہے۔ واجب یا شرط نہیں ہے۔ جو مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے وہی امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا بھی ہے، البتہ اگر کوئی مسلمان بھول چوک کی وجہ سے تسمیہ نہ کر سکے تو کوئی مضائقہ نہیں اس کا ذبیحہ حلال ہو گا، امام شافعی کا اپنے مسلک کے لئے استدلال یہ ہے کہ (۱) مذکورۂ بالا آیت میں مَالَمْ يُذْكَرْ میں "مَا" سے مراد گوشت اور غیر گوشت ہر چیز ہو سکتی ہے، حالانکہ ایک دو اقوال کو چھوڑ کر کوئی اس کا قائل نہیں ہے کہ جب کبھی کوئی بھی چیز کھائی جائے اس پر اللہ کا نام لینا واجب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "مَا" اپنے عموم پر نہیں ہے (۲) اس آیت سے تو بظاہر تسمیہ عند الاکل کا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ کہ تسمیہ عند الذبح کا تسمیہ عند الذبح کے وجوب کے لئے اس سے استدلال کیونکر درست ہو گا۔ (۳) تیسری دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ اگر اس

---

[1] اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں چھری سے ذبح کرنے کا جو طریقہ شروع سے چلا آ رہا ہے وہ تعبدی نہیں بلکہ عادی ہے
[illegible]

کا تعلق ذبح سے ہی مانا جائے تب بھی اس سے اُن جانوروں کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا جن کو اللہ کا نام لئے بغیر ذبح کیا گیا ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی آیت میں "وَ إِنَّهُ لَفِسْقٌ" ہے اور چونکہ واحد الیہ ہے اور فسق کی تشریح سورۂ مائدہ کی آیت میں اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (جو جانور کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو) سے کی گئی ہے اسی بنا پر آیت میں "مَالَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ" سے مراد "ماذکر اسم غیر اللہ علیہ" (جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو) ہے، گویا سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۳ میں محرمات طعام کے سلسلہ میں "وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ" فرما کر جو حکم بیان کیا گیا تھا اسی کا اعادہ سورۂ الانعام میں وَلَاتَأْكُلُوا الآیۃ فرما کر کیا گیا۔ امام شافعی کے قول کی تائید بخاری، نسائی اور ابن ماجہ کی اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور جس میں فرمایا گیا ہے کہ چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "ہمارے پاس لوگ گوشت لے کر آتے ہیں جس کے متعلق ہمیں بالکل علم نہیں ہوتا کہ اُس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؛ حضورؐ نے جواب دیا "تم گوشت پر اللہ کا نام لو اور کھا جاؤ" اس سے ثابت ہوا کہ تسمیہ عند الذبح شرط یا واجب نہیں ہے اور اس بنا پر اگر عند الذبح نہ غیر اللہ کا نام لیا جائے اور نہ اللہ کا تو وہ ذبیحہ حرام نہیں ہوگا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ آیت زیر بحث کی مذکورۂ بالا تاویل میں امام شافعی منفرد نہیں ہیں بلکہ ابن جریر الطبری نے بھی اس آیت کی تفسیر میں مختلف روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے "اور درست یہ کہنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد اُن جانوروں کا گوشت حرام قرار دینا ہے جو بتوں یا دیوتاؤں کے نام پر ذبح کئے گئے ہوں یا ان کو ذبح ایسے شخص نے کیا ہو جس کا ذبیحہ اسلام میں حلال نہیں ہے۔"

امام شافعی اور بعض اور فقہا کے اسی مسلک کی بنیاد پر غالباً مصر و شام میں سب سے پہلے مفتی محمد عبدہ نے خاص انگریزوں کے ذبیحہ کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا تو مصر میں شور مچ گیا اور اخبارات میں مخالفانہ مضامین شائع ہونے لگے، ادھر سے مفتی صاحب کے فتویٰ کی تائید میں ان کے تلمیذ رشید سید رشید رضا نے مجلۂ المنار (جلد ششم) میں مضامین لکھنے شروع کئے، یہ مضامین اس درجہ مدلل اور پُر زور تھے کہ مصر اور شام و تونس کے بعض علماء نے ان کی تائید میں خطوط لکھے۔ مضمون کے ساتھ یہ خطوط بھی چھپتے رہے، اس کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ فضا بدلی اور مفتی محمد عبدہ کی مخالفت کا جوش ختم ہو گیا، اسی

کا ایک نمائندہ اجتماع ہوا اور انھوں نے ایک رسالہ لکھا جس میں مفتی صاحب موصوف کے فتوے کی تائید اپنے اپنے مذہب کی تصریحات کی روشنی میں کی تھی۔ شیخ عبدالحمید حمروش جو اس زمانہ میں ازھر کے مشہور عالم اور مصر کے قاضی شہر تھے انھوں نے یہ رسالہ چھاپا تھا، اس کے علاوہ شیخ محمد بیرم الخامس جو حنفی فقہ کے بہت بڑے عالم اور مبصر ہیں انھوں نے بھی اپنی کتاب صفوۃ الاعتبار میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور خود علمائے حنفیہ کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ یورپ کا ذبیحہ چونکہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہے اس لئے وہ مطلقاً حلال ہے اور وہ نہ موقوذہ کی تعریف میں آتا ہے اور نہ منخنقہ و نطیحہ کی تعریف میں[1]

مسئلہ چونکہ بڑا اہم اور نازک تھا اس لئے طولِ کلام ناگزیر تھا۔ اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ امام شافعی اور بعض اور ائمہ کے مسلک اور علمائے مصر و شام کے فتوی کی روشنی میں ذبیحۂ نصاری بھی ایسا ہی حلال ہے جیسا کہ بعض متقشف احباب کے نزدیک ذبیحۂ یہود یعنی کوشر۔ اس لئے میں نے ہوٹل میں اپنے لئے گوشت کا الگ کوئی بندوبست نہیں کیا بلکہ جو ہوٹل میں آتا تھا وہی کھاتا تھا۔ یہاں میں یہ بھی عرض کردوں کہ یوں کہلانے کو تو میں یہ گوشت کھاتا ہی تھا اور یقیناً حرام نہیں تھا۔ لیکن میرے نزدیک اس کا کھانا خلافِ اولیٰ ضرور ہے اور وہ حضور کے ارشاد "دع مایریبک الی مالا یریبک" کے تحت آتا ہے، لیکن وہاں کی فضا اور ماحول میں اولی چیزوں کا کیا ذکر! اگر کوئی مسلمان حرام محض یا مکروہِ تحریمی چیزوں سے بھی بچ نکلے تو اس کے بزرگ و صالح ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا، وہاں بڑی مشکل یہ ہے کہ قانوناً کوئی شخص پرائیویٹ طور پر مرغی تو کیا، چڑیا اور کبوتر بھی ذبح نہیں کرسکتا اس لئے اگر آپ کو گوشت کھانا ہے تو بجز اس کے کوئی اور صورت نہیں کہ بازار میں جیسا کچھ ملتا ہے اس پر ہی قناعت کریں۔

(بہ شکریہ "برہان" دہلی، فروری ۶۴ء)

---

[1] یہ تمام بحث نہایت مکمل اور مفصل علامہ سید رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار کی جلد ششم میں سورۂ مائدہ کی آیت اور جلد